آل عمران: ۲۰

فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

([اے نبیؐ] پھر اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجیے: میں نے اپنا چہرہ اللہ کے آگے جھکا دیا ہے اور میری اتباع کرنے والوں نے بھی۔ اور ان اہلِ کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے پوچھیں: کیا تم اسلام لاتے ہو؟ پھر اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ موڑیں تو آپ کے ذمے صرف پیغام پہنچانا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے۔)

فَإِنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ (پھر اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجیے: میں اور میری اتباع کرنے والے تو اللہ کے آگے اپنا چہرہ جھکا چکے)

اِس سورت کے شروع میں توحید کا ثبوت دیا گیا اور تثلیث (Trinity) کا رد کیا گیا تھا۔ اب اس آیت میں مشرکین اور اہلِ کتاب کے حجتوں کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلے تو اہلِ کتاب آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے۔ داخلی فرقہ واریت اور جنگیں ہوئیں۔ رسولؐ کے آنے کے بعد رُخ رسولؐ کی طرف ہو گیا اور رسولؐ سے حجت بازیاں کرنے لگے۔ اِس لیے اُن کی باتوں کی طرف توجہ نہ دینے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ اِس لیے کہا گیا کہ اگر اہلِ کتاب جھگڑا یا بحث مباحثہ کرے تو اُن سے کہنا ہے کہ نہ مجھے یہود کی ماننی ہے اور نہ ہی نصاریٰ کی ماننی ہے۔ مجھے تو بس اللہ ہی کی ماننی ہے۔ میں نے تو اپنا چہرہ اللہ کے آگے جھکا دیا۔ جو میرا رب کہے گا وہی مجھے کرنا ہے۔
رسولؐ کو اہلِ کتاب نے کیوں قبول نہیں کیا؟ یہود کہتے تھے کہ آپؐ یہودیوں میں سے نہیں اور نصریٰ کہتے تھے آپؐ نصریٰ میں سے نہیں۔ اس لیے ہم آپؐ کو رسول نہیں مانتے۔
اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ یہ کیا تم نے نئی نئی باتیں دین میں لائی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو اُس وقت کے مسلمان سمجھتے تھے۔ آج بھی ہم مسلمانوں میں یہ باتیں نظر آتی ہیں۔ ایک تو مسئلہ ان لوگوں کی طرح یہ ہے کہ اگر تم ہمارے مسلک یا فرقے سے ہو تو ہم تمہیں مانیں گے اور دوسرا مسئلہ جب قرآن و حدیث کی باتیں بتائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا سے تو ہم نے یہ نہیں سنا تھا۔ ہمارے باپ دادا کیا کافر تھے؟ افلاں فلاں جو عالم ہے وہ بھی تو ایسے اور ویسے کرتے ہیں۔ ہم سب کیا غلط ہیں اور تم ہی صرف صحیح راستے پر ہو؟!
آج بھی فرقہ واریت کا علاج یہی ہے کہ کسی فرقے کو نہیں دیکھنا ہے بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ قرآن و صحیح حدیثوں میں کیا ہے۔ اُس کے مطابق جو بھی بات ہیں اُسے ماننا ہیں۔ تب جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔
وَمَنِ اتَّبَعَنِ (اور جو میری اتباع کرے)۔ نبیؐ کی اتباع یعنی حدیثوں کو ماننا ہے۔

وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ (اور اُن اہلِ کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے پوچھیں: کیا تم اسلام لاتے ہو؟)

الْأُمِّيِّينَ (ء م م): ان پڑھ
یہاں مراد مشرکینِ عرب ہیں۔ اور کچھ علماء نے کہا اِس سے مراد مشرکینِ مکہ اور یہود کے عام لوگ ہیں جو اللہ کی کتاب کا علم نہیں رکھتے کیونکہ قرآن میں انہیں بھی أُمِّيُّونَ (البقرۃ: 78) کہا گیا۔

جنھیں کتاب دی گئی یعنی اہلِ کتاب اور ان پڑھوں سے بھی کہہ دو کہ کیا تم اسلام قبول کرتے ہو جس میں کوئی فرقہ نہیں ہیں۔ (نبیؐ کے زمانے میں اسلام کا کوئی بھی فرقہ نہیں تھا۔ فرقے بہت بعد کی پیداوار ہے۔ حالانکہ فرقہ بنانے سے اسلام سختی سے منع کرتا ہے۔) تو کیا تم مسلم ہونا چاہتے ہو۔

فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا (پھر اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو وہ ہدایت پا گئے)

اگر وہ اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جائے تو وہ ہدایت پا گئے۔ پھر وہ گمراہ نہیں ہیں۔ کیونکہ انھوں نے اپنے آپ کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دیا۔
ہدایت پر وہ لوگ ہیں جو ظاہری اور باطنی طور پر اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے اور رسولؐ کی پیروی کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسولؐ کی پیروی نہیں کرتا خواہ وہ کتنے ہی بڑے کام کر رہا ہو، وہ ہدایت پر نہیں ہیں۔
ہدایت کا معیار کسی بزرگ کی بات یا معاشرے کی بات نہیں ہیں بلکہ ہدایت کا معیار قرآن اور صحیح احادیث ہیں۔

وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ (اور اگر وہ منہ موڑیں تو آپ کے ذمے صرف پیغام پہنچانا ہے)

اور اگر وہ دین کے پیغام کو نہیں مانتے، منہ موڑ کر جاتے ہیں، ہٹ دھرمی کرتے ہیں، اپنی خواہشات کے مطابق چلنا چاہتے ہیں اور اپنے طریقے اختیار کرنا چاہتے ہیں تو پھر انھیں اُن کے حال پر چھوڑ دو۔

اور اگر کوئی شخص نہ دل سے مانے اور نہ عمل سے مانے تو ہمارا کام کسی کا حساب لینا نہیں ہے بلکہ ہمارا کام اللہ کا پیغام سارے لوگوں تک پہنچانا ہیں۔ ہدایت دینے کی ذمہ داری ہم پر نہیں ڈالی گئی۔

الغاشیۃ: 21-26 ← فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۔ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۔ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۔ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۔ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۔ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم (بس آپ نصیحت کر دیا کریں [کیونکہ] آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ اُن پر داروغہ نہیں ہیں۔ ہاں! جس نے منہ پھیرا اور انکار کیا اُسے اللہ تعالیٰ بہت بڑا عذاب دے گا۔ بے شک ہماری طرف اُن کا لوٹنا ہے۔ پھر بے شک اُن کا حساب کتاب ہمارے ذمہ ہے۔)

البقرۃ: 272 ← لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ (اُنکی ہدایت آپ کی ذمہ داری نہیں ہے)

البقرۃ: 119 ← إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ (بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور جہنمیوں کے بارے میں تم سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا۔)

ہمارا کام اسلام کی دعوت دینا ہے۔ اگر وہ نہیں مانتے تو وہ ذمہ دار ہیں۔ تمہاری پوچھ نہیں ہوگی۔ اور اگر تم نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا تو تمہاری بھی پوچھ ہوگی۔

نبیؐ نے سبھی کو اسلام کا سارا پیغام پہنچا دیا تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر پیغام پہنچانے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ بھی حدیث میں محفوظ ہیں۔

بخاری: رسولؐ نے فرمایا: ... کہو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہنا اور ہاں! یہاں موجود غائب کو پہنچا دیں، بسا اوقات جس کو پیغام پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے...

رسولؐ نے تو دین کا سارا پیغام پہنچا دیا۔ اب ہم مسلمانوں کے ذمہ دین کا پیغام پہنچانا ہیں۔

بخاری: نبیؐ نے فرمایا: میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو...

خلاصہ:
⇐ ایک داعی یا مبلغ کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں تک حق پہنچا دے، جھگڑے سے پرہیز کرے، لوگوں کے ظاہر پر معاملہ کرے اور اُن کے حجتوں کے جواب میں انھیں بتا دے کہ میرا تو دین اسلام ہے اور اسلام ہے ہی اللہ کی اطاعت کرنے کا نام۔
⇐ فضول قسم کے اختلافی مسئلوں میں پڑنا کوئی عقلمندی کی بات نہیں۔
⇐ داعی دین کی دعوت تو دے سکتا ہے لیکن ہدایت نہیں دے سکتا۔ ہدایت اللہ دیتا ہے۔
⇐ داعی سے کسی کے عمل کے بارے میں سوال نہیں ہوگا لیکن دین کا پیغام پہنچانے کے بارے میں سوال ہوگا۔

وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے)

آیت 15 میں بھی یہی بات کہی گئی تھی۔ وہاں جنت والوں کی بات ہوئی تھی جن کی کئی صفات آگے بیان کیے گئے تھے۔ اُن پر بھی اللہ کی خوب نظر ہے اور اب اِس آیت میں دین کے بارے جھگڑنے والوں کی بات کی جا رہی ہے کہ اُن پر بھی اللہ کی خوب نظر ہے۔ اور ہو سکتا ہے دین کے بارے میں جھگڑنے والے ہدایت پر آ جائے۔ اللہ ہی اِس بارے میں خوب جانتا ہے۔ اور اِس کی یہ بھی تعبیر کی گئی کہ پیغام پہنچانے والوں کو بھی اللہ خوب دیکھ رہا ہے کہ اُن پر کیا کیا ظلم ہو رہا ہے۔ کون کون سی مشکلات دعوت کے راستے میں پیش آ رہی ہیں۔ اِسی طرح یہ بھی تعبیر کی گئی کہ اللہ ہر بندے کے احوال کو خوب جانتا ہے اور اُن سب پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ سارے بندوں میں سب شامل ہیں وہ چاہے رسول ہو، نیک لوگ ہو، بد لوگ، عام لوگ، فرشتے وغیرہ تمام بندوں کو اللہ خوب خوب دیکھ رہا ہے کہ کون کون کیا کیا کر رہا ہے۔ اور قیامت کے دن سب کے سب اللہ کے پاس بندے ہی بن کر جانے والے ہیں۔

مریم: 93 ← آسمان اور زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے بندے بن کر ہی آنے والے ہیں۔

سب کے سب اللہ کے بندے ہیں۔ اِلٰہ صرف اللہ ہی ہے۔ کوئی بھی اُس کا شریک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک پر خوب نظر رکھے ہے کہ کون کس کے لیے بھاگ دوڑ کر رہا ہے۔ کس کی بھاگ دوڑ اللہ کے لیے ہیں اور کس کی بندوں کے لیے ہیں۔ کون اللہ کی کتنی اطاعت کر رہا ہے۔ کون ہے جو اللہ کی مان رہا ہے اور کون ہے جو بزرگوں، ماحول، اور اپنے دل کی مان رہا ہے۔ اور کامیاب وہی ہے جو اُس کی مانے جس کی طرف ہم سب کو ایک دن لوٹ کر جانا ہے۔